۱

اپنے مقصود کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو

(فرمودہ یکم جنوری ۱۹۳۷ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجھے پرسوں سے نزلہ اور کھانسی اور بخار کی شکایت ہے اس وجہ سے میں اونچی آواز سے بول نہیں سکتا اور دوسرے دوستوں کے ذریعہ سے اپنی آواز پہنچانے پر مجبور ہوں۔

آج کا جمعہ نئے سال کا پہلا جمعہ ہے اور پہلا دن بھی ہے۔ پس ہمیں اس جمعہ میں آئندہ کیلئے ایسے ارادے قائم کرنے چاہئیں جو اِس نئے سال میں ہمارے لئے چُستی اور محنت کا سامان پیدا کرتے رہیں۔ بہت سے انسان اس لئے نیک کاموں سے محروم رہ جاتے ہیں کہ ان کے سامنے کوئی مقصود نہیں ہوتا اور وہ نہیں جانتے کہ اپنے فارغ اور زائد وقت کو کہاں صرف کریں اور اس وجہ سے جب کبھی ان کو فارغ وقت ملتا ہے وہ اسے سُستی میں ضائع کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے لئے نیک ارادوں کی ایک فہرست بنالے اور اسے اپنے ذہن میں رکھے تو اُسے فارغ اوقات میں اُن ارادوں کو پورا کرنے کی طرف تحریک ہوتی رہتی ہے اور وہ بہت سے ایسے کام کر لیتا ہے جن سے اس کا دوسرا بھائی جس نے پہلے سے اپنے لئے کوئی مقصود قرار دیا ہوا نہیں ہوتا محروم رہ جاتا ہے۔

پس میں آج کے دن تمام دوستوں کو اِس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے دلوں میں یہ پختہ عہد کرلیں کہ احمدیت کی طرف سے جو اُن کے سامنے مطالبہ پیش کیا گیا ہے وہ اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں گے اور اپنی زندگی کو اُس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیت کسی انجمن یا سوسائٹی کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اسلام کا دوسرا نام ہے اور اسلام ایک وسیع تعلیم کے مجموعہ کا نام ہے جو مذہب کے متعلق بھی ہدایتیں دیتی ہے اور اخلاق کے متعلق بھی ہدایتیں دیتی ہے اور تمدن کے متعلق بھی ہدایتیں دیتی ہے اور سیاست کے متعلق بھی ہدایتیں دیتی ہے اور معاملاتِ باہمی کے متعلق بھی ہدایتیں دیتی ہے اور اقتصادیات کے متعلق بھی ہدایتیں دیتی ہے اور نفسیات کے متعلق بھی ہدایتیں دیتی ہے اور انسانی دماغ کے رُجحانات کے متعلق بھی ہدایتیں دیتی ہے اور انسانی جذبات کے اُتار چڑھاؤ کے متعلق بھی ہدایتیں دیتی ہے۔ غرض آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کوئی بات ایسی نہیں جس کے متعلق اسلام کوئی نہ کوئی ہدایت نہ دیتا ہو۔ پھر جو شخص احمدیت کو قبول کر کے اِس امر پر خوش ہو جاتا ہے کہ مَیں وفاتِ مسیحؑ کا قائل ہو گیا ہوں یا آنے والے مسیحؑ پر ایمان لے آیا ہوں یا میں نمازیں باقاعدہ پڑھنے لگا ہوں یا میں روزے باقاعدہ رکھتا ہوں یا میں زکوٰۃ دیتا ہوں یا میں حج اگر مجھے توفیق ہے تو بجالا چکا ہوں اور یہ خیال کرتا ہے کہ گویا اُس نے احمدیت پر عمل کر لیا تو اُس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص سمندر میں سے پانی کا ایک گلاس نکال لے اور خیال کرے کہ سمندر میرے قبضہ میں آ گیا ہے۔ اگر صرف یہی پانچ سات مسائل اسلام کہلاتے ہیں تو اتنے بڑے قرآن کے نازل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی یہ باتیں تو دو تین رکوع میں آ سکتی تھیں۔ پس جو شخص ان احکام پر قانع ہو جاتا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی نسبت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم کچھ حصہ قرآن پر ایمان لائے اور کچھ حصہ کا انکار کرتے ہو[1] آخر وہ وسیع تعلیمیں جو اللہ تعالیٰ نے توحید کے باریک مسائل کے متعلق قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں یا محبتِ الٰہی اور توکّل کے متعلق بیان فرمائی ہیں یا وہ تفصیلات جو اُس نے اخلاق کے متعلق بیان فرمائی ہیں یا تمدن یا سیاست یا اقتصادیات یا معاملات کے متعلق بیان فرمائی ہیں، اُن پر کون عمل کرے گا۔ کیا قرآن کریم کے یہ حصے بیکار پڑے رہیں گے؟ کیا ان کی طرف توجہ کرنے والے مسلمانوں سے باہر کوئی اور لوگ ہوں گے؟ پس جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ قرآنِ کریم کے تمام مطالب اور اس کی تمام تعلیمات کو زندہ کرے خواہ وہ مذہب اور عقیدہ کے متعلق ہوں یا اخلاق کے متعلق ہوں یا اصولِ تمدن اور سیاسیات کے متعلق ہوں یا اقتصادیات کے اور معاملات کے متعلق ہوں۔ کیونکہ دُنیا اِن سارے اُمور کے لئے پیاسی ہے اور بغیر اس معرفت کے پانی کے وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ خدا نے اِسی موت کو دیکھ کر اپنا مامور بھیجا ہے اور وہ امید رکھتا ہے کہ اس مامور کی جماعت

زندگی کے ہر شعبہ میں اسلامی تعلیم کو قائم کرے گی اور جس حد تک اُسے عمل کرنے کا موقع ہے وہ خود عمل کرے گی اور جن امور پر اسے ابھی قبضہ اور تصرف حاصل نہیں ان کو اپنے اختیار میں لانے کی سعی اور کوشش کرے گی۔

یاد رکھو کہ سیاسیات اور اقتصادیات اور تمدنی اُمور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ اور تعلیم کے ذریعہ سے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں، ہم اسلام کی ساری تعلیموں کو جاری نہیں کر سکتے۔ پس اِس پر خوش مت ہو کہ تلوار سے جہاد آجکل جائز نہیں یا یہ کہ دینی لڑائیاں بند کر دی گئی ہیں۔ لڑائیاں بند نہیں کی گئیں، لڑائی کا طریقہ بدلا گیا ہے اور شاید موجودہ طریقہ پہلے طریق سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ تلوار سے ملک کا فتح کرنا آسان ہے لیکن دلیل سے دل کا فتح کرنا مشکل ہے۔

پس یہ مت خیال کرو کہ ہمارے لئے حکومتوں اور ملکوں کا فتح کرنا بند کر دیا گیا ہے بلکہ ہمارے لئے بھی حکومتوں اور ملکوں کا فتح کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہؓ کے لئے ضروری تھا صرف فرق ذریعے کا ہے۔ وہ لوہے کی تلوار سے یہ کام کرتے تھے اور ہمیں دلائل کی تلوار سے یہ کام کرنا ہوگا۔

پس آرام سے مت بیٹھو کہ تمہاری منزل بہت دُور ہے اور تمہارا کام بہت مشکل ہے اور تمہاری ذِمّہ واریاں بہت بھاری ہیں۔ تم ایک خطرناک صورتِ حالات میں سے گزر رہے ہو کہ باوجود تمہاری کمزوری کے خدا تعالیٰ نے تم پر وہ بوجھ لادا ہے کہ جس کے اُٹھانے سے زمین اور آسمان بھی کانپتے ہیں۔ دنیا کی حکومتیں صرف ایک ایک قوم سے لڑائی کے موقع پر خائف ہو جاتی ہیں اور انجام سے ڈرتی ہیں۔ لیکن آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ قرآن کی تلوار لے کر دُنیا کی تمام حکومتوں پر ایک ہی وقت میں حملہ کر دیں اور یا اِس میدان میں جان دے دیں یا اُن ملکوں کو خدا اور اس کے رسول کیلئے فتح کریں۔ پس چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف مت دیکھو اور اپنے مقصود کو اپنی نظروں کے سامنے رکھو۔ اور ہر احمدی خواہ کسی شعبۂ زندگی میں اپنے آپ کو مشغول پاتا ہو اُس کو اپنی کوششوں اور سعیوں کا مرجع صرف ایک ہی نقطہ رکھنا چاہئے کہ اُس نے دُنیا کو اسلام کیلئے فتح کرنا ہے۔ ہمارا ایک تاجر اپنی تجارت کے تمام کاموں میں اِسی امر کو مدنظر رکھے اور ایک صناع بھی اپنے تمام کاموں میں اِسی امر کو مدنظر رکھے اور ایک معلم بھی

اپنی تعلیم میں اسی امر کو مدنظر رکھے اور ایک قاضی بھی اپنے فیصلوں میں اِسی امر کو مدنظر رکھے۔ غرض جس جس کام میں کوئی احمدی مشغول ہے وہ یہ یاد رکھے کہ اس کے کام کا آخری نتیجہ اِسی صورت میں ظاہر ہو کہ دُنیا، خدا اور اس کے رسول کیلئے فتح کرتا جائے۔ اگر ہمارے تمام دوست اس مقصود کو اپنے سامنے رکھیں تو اُن کو ذہنی طور پر اتنی بلندی حاصل ہو کہ جو دُنیا میں کسی قوم کو حاصل نہیں ہوئی۔ آج تو ان کی مثال ایک کنویں کے مینڈک کی سی ہے کہ ایک نہایت چھوٹی سی منزلِ مقصود ان کے سامنے ہے اور وُہ اتنا بھی تو نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے کیا کام ان کے سپرد کیا ہے۔ حالانکہ کام کرنے سے پہلے خود کام کی مقدار کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں شروع میں کہہ چکا ہوں کہ ان میں سے بعض چندہ دیتے ہیں اور خوش ہو جاتے ہیں اور بعض نمازیں پڑھتے ہیں اور خوش ہو جاتے ہیں اور بعض روزے رکھتے ہیں اور خوش ہو جاتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ یہ تعلیمیں تو اسلامی تعلیم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔

پس چاہئے کہ ہمارے دوست سلسلہ کے قیام کی اہمیت کو سمجھیں اور اسلام کی وسیع تعلیم کو اپنے سامنے رکھیں اور دنیا میں جس قدر خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں اور صرف ایک محدود خیال کے اندر اپنے آپ کو مقیّد نہ کریں۔ قرآن شریف میں بھی آتا ہے اور حدیث میں بھی آتا ہے کہ مومن کا ادنیٰ بدلہ آسمان اور زمین ہوں گے۔ اب سوچو تو سہی کہ آسمان اور زمین مومن کو مل کیونکر سکتے ہیں جب تک اس کے اعمال آسمان اور زمین پر پورے طور پر حاوی نہ ہوں۔ درحقیقت قرآن کریم اور حدیث کا یہی منشاء ہے کہ مومن کے خیالات اور اُس کے اعمال آسمان اور زمین کی تمام باتوں پر حاوی ہوتے ہیں اور چونکہ وہ آسمان اور زمین کی تمام چیزوں کی اصلاح کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے انعام میں اس کو آسمان اور زمین بخش دیتا ہے۔ ورنہ جو شخص زمین کی ایک بالشت کی اصلاح میں لگا رہے اُس کو حق ہی کہاں حاصل ہوسکتا ہے کہ آسمان اور زمین اسے بخش دیئے جائیں۔ وہ تو اس بالشت بھر زمین کا ہی حقدار ہوسکتا ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ کامل مومن تصور کئے جاؤ اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق زمین اور آسمان تمہیں انعام کے طور پر بخش دیئے جائیں تو زمین اور آسمان کی اصلاح کی طرف توجہ کرو اور اِس کا کوئی گوشہ باقی نہ رہے جس کی اصلاح کا ارادہ یا جس کی اصلاح کیلئے کوشش تمہاری نیتوں اور کوششوں سے باہر ہو۔ ہاں میں یہ مانتا ہوں کہ بعض انسانوں کیلئے باوجود کوشش کے بعض کاموں کا پورا کرنا ناممکن ہوتا ہے لیکن ارادہ کرنا تو ناممکن نہیں ہوتا۔ پس عمل بے شک کُلّی طور پر آپ کے اختیار میں نہیں لیکن ارادہ

تو کُلّی طور پر خدا تعالیٰ نے آپ کے اختیار میں رکھا ہے۔

پس پہلے اُس چیز کو کریں جو خدا تعالیٰ نے آپ کے اختیار میں رکھی ہے پھر امید رکھیں کہ خدا تعالیٰ اس چیز کا بھی اختیار آپ کو دے دے گا جو اُس نے اپنے قبضہ میں رکھی ہوئی تھی۔ کیونکہ جب خادم ایک کام کر لیتا ہے تو آقا اُسے دوسرا کام سپرد کر دیتا ہے۔ پس ارادہ جو آپ کے اختیار میں ہے آپ اُس کی اصلاح کریں پھر خدا تعالیٰ عمل کو جو آپ کے اختیار میں نہیں ہے خود درست کر دے گا اور اُس کو بجالانے کی آپ کو طاقت دے گا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری جماعت کے اذہان میں روشنی پیدا کرے اور وہ محدودیت اور مقیدیت جو اِس وقت بہت سے لوگوں کے ذہنوں پر طاری ہے اللہ تعالیٰ اِس کی اصلاح فرمائے اور اسلام کی تعلیم کی وُسعت کے سمجھنے کی انہیں توفیق بخشے اور جس طرح خدا کی قدرت نے انہیں اِس زمانہ کا روحانی بادشاہ بنایا ہے، وہ خود بھی اپنی بادشاہت کو محسوس کرتے ہوئے روحانی عالَم کے تمام محکموں کے سمجھنے اور ان کو درست رکھنے کی کوشش کریں۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔

(الفضل ۸ر جنوری ۱۹۳۷ء)

ا ہ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقرة: ۸۶)